بلوچستان میں سیرت نگاری کا مختصر جائزہ

A brief overview of " Sīrat Nigari" in Balochistan

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالعلی اچکزئی[*]

ABSTRACT:

In the Arabic language the word sīra or sīrat (Arabic: سيرة) comes from the verb sāra (Present tense: yasīru), which means to travel or to be on a journey.A person's sīra is that person's journey through life, or biography, encompassing their birth, events in their life, manners and characteristics, and their death. In modern usage it may also refer to a person's resume. It is sometimes written as "seera", "sirah" or "sirat", all meaning "life" or "journey". In Islamic literature, the plural form, siyar, could also refer to the rules of war and dealing with non-Muslims. In Islam, Al-sīra al-Nabawiyya (Prophetic biography). Sīrat Rasūl Allāh (Life of the Messenger of Allah) or Seerah are the traditional Muslim biographies of Muhammad from which, in addition to the Quran and trustable Hadiths, most historical information about his life and the early period of Islam is derived. This article attempts to briefly review the Seerah Writing in Balochistan. Especially the Introduction and services of those People who have performed the service of Seerah Writing has also been provided.

Key words: Sīrat, Prophetic biography, Balochistan, Introduction.

لفظ سیرۃ عربی زبان کے جس مادے اور فعل سے بنا ہے، اس کے لفظی معنی ہیں، چل پھرنا، راستہ لینا، رویہ یا طریقہ اختیار کرنا، روانہ ہونا، عمل پیرا ہونا وغیرہ۔ اس طرح "سیرت" کے معنی حالت، رویہ، طریقہ، چال، کردار، خصلت اور عادت کے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ (سیرۃ) صرف ایک جگہ آیا ہے، یعنی: سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ[1] "ہم اسے اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے" اس آیت میں حضرت موسیٰؑ کے عصا کا سانپ بن جانے کے بعد دوبارہ اصلی حالت میں آجانے کی طرف اشارہ ہے۔ لفظ سیرت واحد کے طور پر اور بعض دفعہ اپنی جمع "سِیر" کے ساتھ، اہم شخصیتوں کے سوانح حیات اور اہم تاریخی واقعات کے بیان کیلئے بھی استعمال ہوتا رہا ہے، کتب فقہ میں السِیر جنگ اور قتال سے متعلق احکام کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے، چونکہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کے بیان میں غزوات کا ذکر خاصی اہمیت رکھتا ہے، اس لئے ابتدائی دور میں کتب سیرت کو عموماً "مغازی وسِیر" کی کتب کہا جاتا تھا۔ لفظ مغازی بھی "مغزیٰ" کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں جنگ (غزوہ) کی جگہ یا وقت۔ بعد میں اس کیلئے سیرت کی ترکیب استعمال ہونے لگی۔

اس طرح ایک طویل تاریخی عمل کے بعد اب لفظ "سیرت" ایک اصطلاح بن گیا ہے اور اب اس سے صرف رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی کے جملہ حالات کا بیان مراد لیا جاتا ہے[2]۔ سیرت ومغازی رسول اللہ ﷺ کی تفصیلات کو محفوظ کرنے اور ضبط تحریر میں لانے کا سلسلہ پہلی صدی ہجری یعنی عہد صحابہؓ ہی میں شروع ہو گیا تھا اور انکے بعض شاگردوں یعنی تابعین کرام نے اسے سلک کتابت میں پرو دیا

---

[*]Professor, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.
Email: abdulali.uob@gmail.com

تھا، اسی مضمون میں جو اولین کتاب معرض تصنیف میں آئی وہ عروہ بن زبیرؓ کی مغازی رسول اللہ ﷺ ہے، عروہ اپنے عہد کے بہت بڑے عالم، محدث اور فقیہ تھے، "مغازی رسول اللہ ﷺ" اپنے موضوع کی اولین کتاب ہے جو انہوں نے تصنیف کی۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا علمی طور پر سیرت نبوی ﷺ کا زیادہ اہتمام ہونے لگا اور سیرت کا بہت بڑا ذخیرہ اوراق وصفحات میں مندرج ہو گیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔[3]

بلوچستان میں سیرت نگاری:

بلوچستان میں اسلام عہد خلافت راشدہ اور محمد بن قاسم کے حملے سے بھی پہلے عہد رسالت مآب ﷺ ہی میں داخل ہو چکا تھا اور پھر اس کے راستے ہی سارے برصغیر پاک وہند میں پھیل گیا تھا، بلوچستان میں اسلام کی ان ضیاء پاشیوں کے باعث مردان کوہستانی اور بندگان صحرائی "لذت آشنائی" سے اتنے آگاہ ہوئے کہ وہ دوعالم سے بے گانہ ہو کر صرف اللہ اور اس کے رسول نبی کریم ﷺ کے دین کے ہو کر رہ گئے، بقول اقبال: دوعالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی۔

قدیم اسلامی بلوچستان کا حقیقی طرہ امتیاز یہ ہے کہ اس نے اپنے علمی اظہار کے لیے خصوصیت کے ساتھ ایک ایسے عظیم الشان موضوع کا انتخاب کیا جس سے اقوام عالم کی تقدیر بدلی ہے اور دنیا کو انسانی زندگی کے حقائق کا علم وادراک ہوا ہے اور وہ موضوع ہے، رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ جس پر بلوچستان کی علاقائی زبانوں کے علاوہ فارسی اور عربی اور اب اردو میں بھی نہایت دل آویز اور وقیع تحریریں ملتی ہیں۔ سیرت پر مختلف النوع کتابوں کا تسلسل بغیر کسی وقفے کے بلوچستان میں ہمیشہ قائم رہا، یہاں کے اکابر نے سیرت اور متعلقات سیرت پر نہایت بلند پایہ تصانیف پیش کی ہیں، نثر میں بھی اور نظم میں بھی، فارسی اور عربی میں بھی اور براہوئی میں بھی۔

سیرت کا اگر وسیع مفہوم اپنے پیش نظر رکھا جائے اور نعتیہ کلام کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے، تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بلوچستان کا ادبی سرمایہ موضوع سیرت کے لحاظ سے نہایت وقیع ہے اور اس کی تاریخ بھی نہایت قدیم ہے۔[4]

بلوچستان میں قومی زبان اردو کے ساتھ ساتھ چونکہ مقامی زبانوں یعنی پشتو، فارسی، بلوچی اور براہوی میں بھی سیرت کے موضوع پر متعدد کتب لکھی جا چکی ہے، ان تمام کتب کا احاطہ اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں، لہذا یہاں پر صرف چند کتب سیرت کا اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں:

اس کتاب کے مصنف بلوچستان میں قیام پذیر مشہور شخصیت ڈاکٹر انعام الحق کوثر ہے، ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر 1931ء میں ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے، علمی ودینی گھرانے سے تعلق رہا ہے، قیام پاکستان کے بعد کوئٹہ میں رہائش اختیار کی، یہیں سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، محکمہ تعلیم سے متعلق رہے، آپ کی ساٹھ سے زائد کتابیں چھپ چکی ہیں، فارسی اور انگریزی کے علاوہ اردو میں خاصے مضامین شائع ہو چکے ہیں، بلوچی، براہوئی اور پشتو میں ترجمے چھپے ہیں، سو سے زائد قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں مقالات پیش کر چکے ہیں، اسلام اور حضور پاک سرور کائنات ﷺ سے متعلق موجودہ کتاب کے علاوہ متعدد مضامین اور بیس چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مذکورہ کتاب جس پر 1984ء میں صدارتی ایوارڈ بھی ملا ہے، چھ ابواب اور ایک مقدمے پر مشتمل ہے، تفصیل کچھ یوں ہے: مقدمہ: بلوچستان کا جغرافیائی

اور تہذیبی پس منظر، اسلام کی آمد اوراس کے اثرات۔ باب اول: براہوئی کتب اور نعت گوئی۔ باب دوم: بلوچی کتب اور نعت گوئی۔ باب سوم: پشتو کے نعت گو شعراء۔ باب چہارم: فارسی گو شعراء کا نعتیہ کلام۔ باب پنجم: اردو نعت گوئی اور چند متعلقہ کتب۔ باب ششم: بلوچستان میں نعتیہ مشاعرے۔ باب ہفتم: بلوچستان میں دینی مدارس۔ کتاب کے آخر میں کتابیات کی فہرست بھی موجود ہے۔ یہ کتاب پہلی دفعہ 1997ء میں سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ سے شائع ہوئی ہے اوراس کے 458 صفحات ہیں۔

سیرت پاک ﷺ کی خوشبو:

اس کے مصنف بھی ڈاکٹر انعام الحق کوثر ہے، یہ کتاب کئی بار شائع ہوئی ہے، اسکے 164 صفحات ہیں، یہ کتاب اسوہ حسنہ سے متعلق گیارہ مضامین پر مشتمل ہے، ایک مضمون احترام بچہ سے متعلق ہے، جس میں پیغمبر اسلام ﷺ نے بچوں کیساتھ جس طرح حسن سلوک کا درس دیا ہے، اس کا تذکرہ ہے، اس کے علاوہ امن واخوت، عدل، انسانی حقوق، دعوت واصلاح اور رسول پاک بطور تاجر کے موضوعات پر اسوہ حسنہ سے رہنمائی پیش کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اسلامی فلاحی مملکت کے اصول و قواعد اور نظام مصطفیٰ کے قیام سے متعلق بھی مضامین شامل کئے ہیں۔

حیات طیبہ مبارکہ آنحضرت ﷺ:

اس مختصر کتاب کے مؤلف مولانا محمد منیر الدین ہے، موصوف 1925ء میں سوات کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے، ان کے والد عبدالوہاب مرحوم ایک دیندار مسلمان تھے، انہوں نے اپنے صاحبزادے کو دینی تعلیم کے لیے اجمیر شریف بھیجا، جہاں انہوں نے مولانا حمید الدین، مولوی امیر سلطان اور مولانا محمد یونس سے تعلیم حاصل کی، عصری تعلیم کی چار جماعتیں پڑھیں، سہارنپور کی مشہور دینی درس گاہ رحمانیہ، بعد میں رام پور کے مشہور مدرسہ مطلع العلوم اور جامعہ عباسیہ بہاولپور سے تعلیم حاصل کی اور خیر المدارس ملتان سے سند فراغت حاصل کی، راولپنڈی میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان سے دورہ تفسیر پڑھا، ان کے اساتذہ میں مولانا عبدالرحمن، مولانا بدر عالم میرٹھی، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، استاذ العلماء مولانا خیر محمد جالندھری اور حضرت مولانا گل حبیب شامل ہیں۔

مولانا دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد درس وتدریس میں مصروف ہوگئے، 1950ء میں جامعہ ملیہ سبی میں درس وتدریس دیتے رہے اور خطابت کرتے رہے، تحریک ختم نبوت 1953ء میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، پہلے مرکزی جامع مسجد کوئٹہ اور بعد میں سنہری جامع مسجد میں خطابت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، آپ نے 2001ء میں وفات پائی۔ حیات طیبہ مبارکہ آنحضرت ﷺ پہلی بار 1926ء میں کوئٹہ سے شائع ہوئی، کتاب کے ابتدامیں قرآن مجید کی ان آیات مبارکہ کو مع ترجمہ پیش کیا گیا ہے جن میں آنحضرت ﷺ کی شان کو بیان کیا گیا ہے، علاوہ ازیں کتاب میں وصال مبارک ﷺ پر زیادہ مواد موجود ہے، اس کے علاوہ صحابہ کرامؓ کی توقیر سے متعلق کئی احادیث کو شامل کیا گیا ہے۔

زموژرسول (ہماراپیغمبر):

پشتو زبان میں لکھی گئی اس کتاب کے مصنف مشہور عالم دین مولانا رحمت اللہ بن ملا موسیٰ ہے، آپ کا انتقال 12 جولائی 1985ء کو 95 برس کی عمر میں ژوب بلوچستان میں ہوا، دین کے فروغ میں آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جو بلوچستان اورافغانستان کے علمی مدارس کے نصاب میں شامل ہیں، آپ کی ایک کتاب "رحمت بیان" بے حد مشہور ہے۔

"زموژ رسول" آقائے نامدار ﷺ کی حیات طیبہ کے متعلق ہے جو 1360ھ میں علمی پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپی، اس کتاب کے 114 صفحات ہیں، کتاب اگرچہ مختصر ہے لیکن جامع ہے، بقول صاحبزادہ حمید اللہ بلوچستاں میں پشتو زبان میں سیرت پر لکھی گئی یہ پہلی کتاب ہے [5]۔ کتاب کے ابتداء میں آنحضرت ﷺ کا نسب نامہ تحریر ہے، اس کے بعد آپؐ کے ولادت باسعادت کا بیان ہے، کتاب میں آپؐ کے والدین کی رحلت اور عبدالمطلب کے انتقال کا بھی بیان ہے، حلیمہ سعدیہؓ کا ذکر خاص طور سے ہے، اس کے بعد آپؐ کا سفر شام، حضرت خدیجہؓ سے نکاح، حضرت خدیجہؓ کی اولاد کا بھی بیان ہے، کہ ان سے دو فرزند اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ فرزندوں میں حضرت قاسمؓ اور حضرت طاہرؓ، صاحبزادیوں میں حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ تھیں، اس کے بعد ان چاروں صاحبزادیوں کے مختصر حالات زندگی کتاب میں شامل کئے گئے ہیں، پھر باقی ازواج مطہرات کا مختصر ساذکر ہے۔ کتاب میں دعوت اسلام اور قریش کی طرف سے آپؐ کی مخالفت اور ایذارسانی، نیز آپؐ کے قتل کی سازش پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، مزید برآں درج ذیل اہم واقعات کو نہایت دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے: ہجرت حبشہ، واقعہ معراج، ہجرت مدینہ، غزوہ بدر، احد، احزاب و تبوک، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، آپؐ کے اخلاق اور معجزات وغیرہ۔

معجزات نبویؐ اور غزوات نبویؐ:

مذکورہ عنوانات پر مشتمل کتابیں دراصل ایک کتاب "دین کی باتیں" کے دو حصے ہیں، جو الگ الگ کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں، اس کتاب کے مصنف مولانا عبد الشکور طوروی ہے، آپ کی پیدائش اگرچہ صوبہ خیبر پختونخوا میں ہوئی لیکن اپنے وطن کو ترک کرکے کوئٹہ بلوچستان آئے، آپ فاضل مظاہر علوم سہارنپور تھے اور پنجاب یونیورسٹی سے فاضل السنۃ شرقیہ تھے، موصوف ایک عرصے تک کوئٹہ کی مشہور جامع مسجد "مرکزی جامع مسجد" کے خطیب رہے ہیں، آپ اسلامیہ ہائی سکول میں عربی کے مدرس بھی تھے، آپ کا انتقال جون 1980ء میں ہوا، معجزات نبویؐ 66 صفحات پر مشتمل ہے، یہ کتاب بلوچستان پریس زیر اہتمام اسلامیہ پریس کوئٹہ سے 1951ء میں شائع ہوئی، کتاب کے ٹائٹل پر دین کی باتیں حصہ سوم یعنی معجزات نبویؐ تحریر ہے، اس کتاب میں نبی اکرم ﷺ کے چیدہ چیدہ معجزات اور آپؐ کی پیشن گوئیوں کو نہایت آسان اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے، ان معجزوں میں شق القمر، پہاڑ کا ہلنا، درختوں کا چلنا، اشارہ سے بتوں کا گرنا، اندھے کا اچھا ہونا، کھانے کا اضافہ، زادراہ میں برکت وغیرہ شامل ہیں۔

غزوات نبویؐ 80 صفحات پر مشتمل ہے، یہ کتاب بھی بلوچستان پریس سے 1951ء میں شائع ہوئی، اس کتاب میں مصنف نے اسلامی جنگوں سے متعلق ان واقعات کو بیان کیا ہے جن میں آنحضور ﷺ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی تھی، مؤلف کا بیان اس طرح ہے کہ اس کے مطالعے سے جوش ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اور شوق شہادت بڑھتا ہے۔[6]

سیرت مصطفےٰ ﷺ:

اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر عبد الرزاق صابر ہے، آپ کا تعلق براہوئی قبیلہ سرپرہ سے ہے، آپ ضلع مستونگ کے قصبے کردگاب میں 1954ء کو پیدا ہوئے، بلوچستان یونیورسٹی میں کئی سال تک درس و تدریس کے خدمات سرانجام دیتے رہے، آج کل تربت یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہے، زیر نظر کتاب 206 صفحات پر مشتمل ہے، اسے براہوئی ادبی سوسائٹی پاکستان کوئٹہ نے 1985ء میں شائع کیا ہے، براہوئی

زبان میں لکھی گئی اس کتاب پر مؤلف کو وزارت مذہبی امور پاکستان کی طرف سے ایوارڈ بھی ملا ہے۔ مذکورہ کتاب کئی عنوانات پر مشتمل ہے، اس کی ابتداء عرب قبل از اسلام سے ہوتی ہے، پھر رحمۃ للعلمین ﷺ کی ولادت مبارک، حسب ونسب، بچپن، جوانی کی تفاصیل بیان کی گئی ہیں، اس کے بعد مؤلف نے پہلی وحی کا نزول، دعوت اسلام اور قریش کی جانب سے آپؐ کی مخالفت جیسے واقعات کو نہایت عمدہ پیرایہ میں بیان کیا ہے، ہجرت حبشہ، واقعہ معراج، اس کے بعد حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا ایمان لانا، ہجرت مدینہ، جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق، صلح حدیبیہ، فتح خیبر، فتح مکہ، اسلامی سلطنت کا قیام، دوسرے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت کے لیے خطوط مبارک تحریر کرنا بھی شامل ہیں۔ غرض یہ کہ مؤلف نے اس کتاب میں حیات طیبہ اور اسوہ حسنہ کے جملہ پہلوؤں پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے۔

فخر کونین ﷺ:

یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے جو الگ الگ کتابی شکل میں شائع ہوئی ہیں، اس کے مصنف نثار احمد، تخلص محشر اور ضلع گجرات (پنجاب) کے ایک گاؤں "رسول نگر" سے تعلق رکھنے کی وجہ سے رسول نگری کہلاتے ہیں، آپ کے والد میاں الٰہی بخش رسول نگر سے بلوچستان آئے تھے، کوئٹہ بلوچستان میں 1916ء میں محشر کی پیدائش ہوئی تھی، 1931ء میں میٹرک پاس کیا، آپ نے میٹرک ہی سے شعر کہنا شروع کیا تھا، بعد میں بلوچستان کی مشہور ادبی انجمن "بزم ادب" میں شامل ہو کر علم وادب کی خدمت کرتے رہے، آپ کا کلام اور آپ کی تقاریر جو آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ اور اسلامی موضوعات سے متعلق ہوتی تھیں، ریڈیو پاکستان کے تمام سٹیشنوں سے نشر ہوتی رہیں۔

محشر رسول نگری کی کئی کتابیں چھپ چکی ہیں، لیکن ان میں سب سے زیادہ شہرت آپ کی منظوم سیرت النبی ﷺ "فخر کونین ﷺ" کو حاصل ہوئی، اس کتاب کو اردو ادب کا طویل ترین مسدس کا اعزاز بھی حاصل ہے، یہ کتاب تین حصوں میں الگ الگ شائع ہوئی ہے، پہلا حصہ جو 192 صفحات پر مشتمل ہے، پہلی بار جنوری 1961ء میں کوئٹہ میں چھپی تھی اور دوسری بار اکتوبر 1962ء میں لاہور سے شائع ہوئی، اس حصے میں اشعار کی تعداد 1470 (ایک ہزار چار سو ستر) ہے، اس حصے میں آنحضرت ﷺ کی ولادت سے ہجرت تک کے واقعات کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے، کتاب کا دوسرا حصہ جو 255 صفحات پر مشتمل ہے، کوئٹہ سے 1964ء میں شائع ہوئی، اس حصے میں اشعار کی تعداد 1725 (ایک ہزار سات سو پچیس) ہے، اس میں ہجرت سے فتح مکہ تک کے واقعات خاصی تفصیل کے ساتھ آ گئے ہیں۔

فخر کونین ﷺ کا تیسرا حصہ جنوری 1970ء میں کوئٹہ سے شائع ہوا، اس حصے میں صفحات کی تعداد 136 اور اشعار کی تعداد 1058 (ایک ہزار اٹھاون) ہے، اس حصے کی ابتدا غزوہ حنین ومحاصرہ طائف سے ہوتی ہے، پھر غزوہ تبوک، قیام امن، حکمت تبلیغ، عدی بن حاتم کا اسلام، اصلاح نفس، پیغام آخرین (خطبہ حجۃ الوداع) اور سفر آخرت کا بیان آتا ہے، یوں اس حصے پر آنحضرت ﷺ کی سیرت پاک کا بیان تاریخی تسلسل کے اعتبار سے اختتام پذیر ہوا، تینوں حصوں میں مجموعی طور پر اشعار کی تعداد 4253 (چار ہزار دو سو ترپن) ہو جاتی ہے اور اس لحاظ سے فخر کونین ﷺ کو اردو ادب کا سب سے طویل مسدس کا اعزاز حاصل ہے، یہ کتاب منظوم سیرت ہی نہیں بلکہ ایک دلپذیر دعوت اسلام بھی ہے، جس میں دین اسلام کے اساسی حقائق بڑے ہی متاثر کن انداز میں پیش کیے گئے ہیں، اس کتاب پر ملک کے مشہور دانشوروں مثلا مولانا غلام رسول مہر، نصیر احمد ناصر، مولانا ماہر القادری، سید اقبال عظیم، مختار صدیقی، محمد طاہر فاروقی، فرمان فتح پوری، مولانا عبدالماجد دریا آبادی

وغیرہ نے اپنے گرانقدر خیالات کا اظہار کیا ہے۔ بہر حال یہ کتاب ایک قابل قدر تحفہ اور ایک گراں بہا ارمغان ہے، زبان سادہ جسے سمجھ لینا کسی کے لیے بھی مشکل نہیں، شعر عمدہ اور درد و سوز سے لبریز، مطالب تاریخی اعتبار سے مستند اور ہر نوع کے مبالغے سے کاملاً پاک، اسلوب بیان حد درجہ پر تاثیر ہے، اس کتاب سے صرف ایک مثال جو نعت کے سلسلے میں حزم و احتیاط پر مشتمل ہے، پیش کیا جاتا ہے:

دشوار ہے یہ مرحلہ نعت کس قدر — میں چل رہا ہوں تیغ برہنہ کی دھار پر

سرمست ہوں اگرچہ فروغ نشاط سے — رکھتا ہوں ایک ایک قدم احتیاط سے[7]

اس کتاب کے جلد اول کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہوا ہے اور یہ ترجمہ ملک مقصود عالم نے کیا ہے، جسے 246 صفحات پہ مشتمل Pride here and here after کے نام سے نومبر 1977ء میں شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے شائع کیا، یہ ترجمہ منظوم نہیں ہے، مترجم نے انگریزی ترجمہ نہایت عمدہ پیرایہ میں کیا ہے۔[8]

سیرت النبی ﷺ:

زیر نظر کتاب کے مؤلف میر مٹھا خان مری 1912ء میں کاہان بلوچستان میں پیدا ہوئے، تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے معلمی کے پیشہ کو اپنایا، بعد میں درس و تدریس کو چھوڑ کر بلوچستان منسٹریل سروس میں آگئے اور بتدریج ترقی کرتے رہے، سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر فائض ہوئے، 1966ء میں ریٹائرڈ ہو گئے، آپ نے 14 اپریل 1988ء کو کوئٹہ میں وفات پائی، علم و ادب اور خصوصاً شاعری سے شروع ہی سے شغف تھا، ریٹائرڈ ہونے کے بعد بلوچی اکیڈمی سے وابستہ رہے[9]۔ 220 صفحات پر مشتمل یہ کتاب 1981ء میں زمانہ پریس کوئٹہ میں چھپی اور پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ اسلام آباد نے شائع کیا، کتاب میں پچاس سے زائد عنوانات ہیں، صحاح ستہ کے علاوہ کئی دوسری دینی کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، اس موضوع پر اس وقت تک بلوچی زبان میں یہ ضخیم ترین کتاب ہے۔[10]

بندغی ناخیر خواہ (انسانیت کے خیر خواہ):

اس کتاب کے مصنف غلام حیدر حسرت ہے، جو 1946ء میں پیدا ہوئے، تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہو گئے، آپ کا شمار براہوئی کے ابتدائی افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے، کئی سماجی تنظیموں، انجمن فلاح و بہبود سے وابستہ رہے۔ زیر نظر کتاب کا موضوع سیرت النبی ﷺ ہے، یہ کتاب 127 صفحات پر مشتمل ہے، اسے 1981ء میں احمد برادرس پرنٹر ناظم آباد نے چھاپا اور براہوی اکیڈمی کوئٹہ نے شائع کیا، براہوئی میں سیرت کی اولین کتب میں سے ہے، زبان و بیان سادہ ہے، یہ کتاب اگرچہ مختصر ہے لیکن جامع ہے، اس میں چوبیس عنوانات کے تحت آقائے نامدار ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے، مثلاً آنحضرت ﷺ بحیثیت مبلغ، جرنیل، جج، بہترین معلم اخلاق، مصلح، سخی، طبیب، تاجر، والد وغیرہ۔ کتاب کے اختتامیہ صفحات پر "حیات طیبہ ﷺ ایک نظر میں" ایک بے حد معلومات افزا باب ہے، اس کے مطالعہ سے ایک ہی نظر میں حیات نبوی ﷺ کی پوری جھلک سامنے آتی ہے۔[11]

پشتو میں سیرت نگاری:

زیر تبصرہ کتاب اور اس کے بعد آنے والی کتاب، دونوں کے مؤلف پروفیسر صاحبزادہ حمید اللہ ہے، پروفیسر صاحب ضلع پشین کے

گاؤں فیض آباد میں 1937ء میں عبدالرحمن صاحبزادہ کے ہاں پیدا ہوئے، صاحبزادہ ان کا علمی اور خاندانی نام ہے، ان کے آباءواجداد کئی پشتوں سے عالم دین چلے آئے ہیں، ان کی اس علمی حیثیت کے پیش نظر ان کے دادا مولانا محمد عظیم کو صاحبزادہ کے نام سے پکارا جانے لگا، نسبی اعتبار سے ان کا تعلق کاکڑ قبیلے کے ذیلی شاخ ترغرئی اور اس کی ذیلی شاخ احمد خیل سے ہے، سکول کی علمی زندگی میں متعدد جلسوں اور دوسرے اجتماعات میں جوش وخروش سے شریک ہوتے رہے، اس کے ساتھ ساتھ ان کے دینی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ علم کی پیاس بجھانے قندھار بھی گئے تھے، تحریک پاکستان میں بھی حصہ لیا تھا، حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے۔ 1956ء میں گونمنٹ کالج کوئٹہ میں داخل ہوئے جہاں ان کے علمی وادبی سرگرمیوں کے سوتے پھوٹے، ان کا پہلا مضمون گورنمنٹ کالج کوئٹہ کے میگزین بولان میں "دپشتو موجودہ شاعران" پشتو کے موجودہ شعراء شائع ہوا، گورنمنٹ کالج کوئٹہ کے میگزین کے ایڈیٹر بھی رہے۔ کچھ عرصہ میزان اخبار کے صفحہ "نونہال" کی ادارت بھی ان کے پاس رہی، اس وقت سے اب تک ان کے کئی مضامین مختلف اخبارات اور رسائل میں شائع ہوتے رہے، صاحبزادہ حمید اللہ نے اردو، عربی، فارسی، اسلامیات، تاریخ اور سیاسیات میں ایم کیا، 1960ء میں شعبہ تعلیم سے وابستہ ہوئے اور 1963ء میں آپ کو گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں بحیثیت لیکچرار اردو تعینات کیا گیا، بعد ازاں گورنمنٹ کالج چمن اور گورنمنٹ کالج پشین کے پرنسپل کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔

صاحبزادہ تفسیر، حدیث، فقہ، صرف ونحو، منطق، عربی، فارسی، ریاضی، حکمت، تجوید وقرأت وغیرہ میں اچھی خاصی نظر اور مہارت رکھتے تھے، آپ پشین کی ہی نہیں بلوچستان کی عظیم شخصیت ہیں، پشتو میں نعتیہ کلام موجود ہے، آپ کو نثر اور شاعری دونوں میں کمال حاصل ہے، موقع محل کے مطابق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں، موزوں الفاظ کا انتخاب ان کے اسلوب کو استحکام بخشتا ہے، انداز سادہ، رواں اور قدرتی احساس کا حامل ہے۔ آپ کو مذہب، ادب اور تاریخ سے خصوصی دلچسپی ہے اور ان کے اکثر مقالات اور کتب انہی موضوعات سے متعلق ہیں۔ آپ کی ذاتی لائبریری میں مطبوعہ کتب کے علاوہ عربی، فارسیء اور پشتو کے مخطوطات موجود ہیں، جن کی تعداد سو کے لگ بھگ ہیں۔ پشتو کے اس عظیم عالم، شاعر، ادیب اور دانشور کی وفات 31 دسمبر 2016ء کو ہوئی۔ صاحبزادہ حمید اللہ نے پشتو اور اردو میں متعدد کتب تصنیف کی ہیں، جن میں سے چند اہم کتب درج ذیل ہیں:

پشتو آموز (پشتو) 1963ء۔ پشتون کے رومان، 1970ء۔ پشتونیات 1970ء۔ ہندوستان میں مخطوطات 1974ء۔ پشتو میں سیرت نگاری 1985ء۔ مرآۃ الہند (اردو) 1988ء۔ فن اور تکنیک 1990ء۔ کتاب درود (فارسی) 1988ء۔ کتابان (عربی) 1988 اکتسابات روحانی (فارسی) 1991ء۔ المختصر فی الفقہ (عربی) 1992ء۔ کتاب الالفاظ الکتابیۃ (عربی) 1993ء۔ مختصر تاریخ پشتون (اردو) 2004ء۔ مختصر تاریخ افغانستان 2007ء۔ پشتو ادب بلوچستان میں 2006ء۔ ابولانشاء کے انشایئے۔ رگ گل، کلام اردو، فارسی عربی، انگریزی۔ رشحات قلم، مقالات اردو جلد اول۔ نتائج افکار، مقالات اردو جلد دوم۔ عربی ادب میں برعظیم کا حصہ غزنوی عہد میں (انگریزی) مقالہ پی ایچ ڈی اور درسول اللہ ﷺ سیرت مبارک (پشتو) 2007ء۔[12]

پشتو میں سیرت نگاری پروفیسر صاحبزادہ حمید اللہ کی ایک اہم تصنیف ہے جو 204 صفحات پر مشتمل ہے، 1987ء میں شائع ہوئی جسے نادر ٹریڈرز مستونگ نے شائع کیا، کتاب کے شروع میں دیباچہ تحریر کیا ہے، جس میں آپ نے مختلف زبانوں میں تحریر شدہ سیرت کی مختلف

کتب کا تذکرہ کیا ہے، زیر نظر کتاب کا اسلوب تحریر بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں: "میں نے کسی زمانی اور مکانی تخصیص کے بغیر علمی اور تحقیقی انداز سے پشتو زبان میں ذخیرہ سیرت سے بحث کرنے کی کوشش کی ہے، چونکہ نقش اول پیش نظر کوئی نہیں تھا، اس لیے صوری و معنوی ترتیب کیلیئے ذاتی اور تصنیفی و تالیفی اجتہاد سے کام لینا پڑا، میرے مآخذ کی بڑی تعداد مخطوطہ صورت میں تھی، ظاہر ہے اس صورت میں میں صرف اپنی مملوکہ کتب سے استفادہ کر سکتا تھا، کیونکہ تمام مخطوطات کا کھوج لگانا اوران تک رسائی حاصل کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھا اوراپنے پاس نہ وہ "تیشہ تھا اور نہ وہ جذبہ فرہادی" اپنی سی کوشش کی ہے، نبی ﷺ کے حضور اور عالی مرتبت شان میں یہ حقیر کوشش اور مخلصانہ کاوش بصد ادب پیش کرتا ہوں"[13]۔ دیباچے کے علاوہ کتاب درج ذیل عنوانات پر مشتمل ہے:

1: پشتون اوراسلام: اس عنوان کے تحت موصوف نے پشتون اوراسلام کے درمیان تعلق واضح کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"پشتون من حیث القوم پشتہاپشت سے مسلمان چلے آئے ہیں، اسلام سے ان کی شدید محبت اور گہری وابستگی کا اندازہ اس بات سے کیاجاسکتا ہے کہ ایک عام پشتون مسلمان کے لیے "پشتون" ہی کا لفظ استعمال کرتا ہے، پشتون اوراسلام لازم وملزوم ہیں"۔[14]

2: سیرت پر پشتو کتب: اس عنوان کے تحت موصوف نے بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں شائع ہونے والے بعض کتب کا تذکرہ کیا ہے، جن میں مولوی رحمت اللہ کی کتاب "زموژرسول"، "درسول پاک ژوند" اور "دخوژرسول خواژہ یادونہ" شامل ہیں۔ موصوف نے اس عنوان کے تحت بعض ایسی کتب کی نشاندہی کی ہے جو ایک دفعہ چھپ چکی ہیں مگر اب نایاب ہیں اوران میں سے اکثر مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔

3: قلمی کتب سیرت: اس عنوان کے تحت مصنف نے بعض قلمی کتب سیرۃ کا تذکرہ کیا ہے، ان میں نورنامے، وفات نامے اور معراج نامے شامل ہیں، ان کا تعارف کراتے ہوئے وہ لکھتے ہیں: "مطبوعہ کتب سیرت کے علاوہ بہت سے قلمی کتب سیرۃ یا سیرت الرسول ﷺ کے کسی پہلو سے متعلق ملتی ہیں، ان میں سے بعض تو نبی اکرم ﷺ کے معجزات سے متعلق ہیں اور بعض میں ان کی وفات کا حال بیان کیا گیا ہے جنہیں وفات نامہ کہا جاتا ہے، بعض کتب مخطوطات میں نبی اکرم ﷺ کے سفر معراج کا حال بیان کیا گیا ہے، انہیں معراج نامہ کہاجاتا ہے، بعض میں نور نبوت کی پیدائش سے بحث ہے جنہیں نورنامہ کہاجاتا ہے"[15]۔ صاحبزادہ نے اپنی اس کتاب میں بعض قلمی مخطوطات کا تفصیل سے الگ الگ عنوان دے کر ذکر کیا ہے، مثلاً: 1: نورنامہ۔ 2: تفسیر سورۃ الضحیٰ و معجزات النبی ﷺ۔ 3: معجزات کبیر۔ 4: قصیدہ بردہ۔

4: پشتون شعراء: اس عنوان کے تحت موصوف نے بض نامور پشتون شعراء اوران کے نعتیہ کلام کا تذکرہ کیا ہے، جس میں خوشحال خان خٹک، رحمن بابا، معزاللہ خان مہمند، علی خان، خواجہ محمد بنگش، مسکین، معزالدین خٹک، امیر خان، شمس الدین کاکڑ، پیر محمد کاکڑ، احمد شاہ ابدالی، علامہ عبدالعلی اخوندزادہ، نوروز، رحمت، محمد عمر، ملاعبدالمنان، ملامحمد عمر، ملاعبدالسلام، سیدعبداللہ جان، حاجی ملاجانان، ملا عبدالحکیم اور حکیم ملا محمد عیسیٰ کے علاوہ بعض قندھاری شعراء شامل ہیں۔ مذکورہ عنوان کے تحت موصوف نے بعض جدید نعت گو شعراء اوران کے نعتیہ کلام کا تذکرہ بھی کیا ہے، ان میں میاں بشیر احمد کاکاخیل، امیر حمزہ خان حمزہ شنواری، مشتاق محمد مشتاق، آثاری گل آثار نیازی، طاہر کلاچوی، سید امین شیدا، تاج علی مروت اور سمندر خان سمندر شامل ہیں۔ آخر میں اپنی نعتیہ کلام کا ترجمہ بھی پیش کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں موصوف نے کتابیات کے عنوان کے تحت مختلف زبانوں میں چونتیس34 مطبوعہ وغیر مطبوعہ (مخطوطات) کی فہرست شامل کی ہے۔

در سول اللہ ﷺ سیرت مبارک:

یہ کتاب بھی صاحبزادہ حمید اللہ کی تالیف ہے جو پشتو زبان میں لکھی گئی ہے اور 443 صفحات پر مشتمل ہے، اس کتاب کو پشتو ادبی بورڈ کوئٹہ نے 2007ء میں شائع کیا، سیرت کے موضوع پر پشتو میں لکھی گئی یہ ایک جامع کتاب ہے، کتاب کے آغاز میں آپ نے ایک مقدمہ تحریر کیا ہے، جس میں عربی اور اردو زبانوں میں لکھی گئی بعض اہم کتب سیرت کا تذکرہ کیا ہے، مقدمہ کے بعد آپ نے قبل از اسلام جن موضوعات کو زیر بحث لائے ہیں، ان میں اسلام سے قبل عربوں کے حالات، ان کی معاشرتی زندگی، ان کی مذہبی حالت اور رسوم ورواج، تعمیر کعبہ اور ماء زمزم، بنی ہاشم، اصحاب فیل اور قریش کی نافرمانیاں شامل ہیں۔ ولادت تا نبوت جن واقعات کو بیان کیا گیا ہے، ان میں آپؐ کی ولادت و تربیت، حضرت آمنہ اور عبد المطلب کی وفات، ابو طالب کی کفالت، نکاح اور اولاد، حلف الفضول، کعبہ کی تعمیر اور آپؐ کی تحکیم اور آپؐ کے اخلاق فاضلہ شامل ہیں۔ مکی دور کے جن اہم واقعات کو زیر بحث لایا گیا ہے، ان میں طلوع آفتاب نبوت، تبلیغ اسلام، حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا قبول اسلام، کفار کے مظالم، ہجرت حبشہ، شعب ابی طالب میں قیام، عام الحزن، سفر طائف، واقعہ معراج، بیعت عقبہ اور، ہجرت مدینہ شامل ہے، اسی طرح مدنی دور کے جن واقعات کو بیان کیا گیا ہے، ان میں مسجد نبوی کا قیام، میثاق مدینہ، حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کا قبول اسلام، واقعہ ابو بصیرؓ وابو جندلؓ، دعوت اسلام کی غرض سے مختلف حکمرانوں کو خطوط ارسال کرنا، عام الوفود، حجۃ الوداع، خطبہ حجۃ الوداع، وفات شریف اور تدفین کے علاوہ تمام غزوات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ مذکورہ بالا واقعات کے علاوہ درج ذیل عنوانات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ازواج مطہرات اور اولاد، متروکات اور تبرکات، خاص خادمان اور مساجد۔

کتاب کے آخیر میں کتابیات کی فہرست بھی دی گئی ہے، جن میں تاریخ اسلام از مولانا عاشق الٰہی، سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی سیرت ابن ہشام، شمائل ترمذی، زاد المعاد از ابن القیم: ادب المفرد از امام بخاری، معارج النبوۃ از معین الکاشفی، روضۃ الاصفیاء، النبی الخاتم از مولانا مناظر احسن گیلانی، تاریخ طبری، تاریخ المسعودی اور تاریخ ابن خلدون شامل ہیں۔ اس کتاب کے بعض خصائص حسب ذیل ہیں:

ایک خوبی یہ ہے کہ پشتو زبان میں واقعات سیرت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ کتاب میں زبان سادہ، آسان اور عام فہم رکھا گیا ہے۔ ایک خوبی یہ کہ پشتو زبان میں لکھی گئی کتب سیرت میں یہ ایک جامع کتاب ہے۔ یہ کتاب پشتو زبان سمجھنے والوں کیلئے سیرت النبی ﷺ کے بارے میں بیش قیمت معلومات کا خزانہ ہے۔ بعض واقعات کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، مثلاً ہجرت ابراہیمؑ، تعمیر کعبہ، آب زم زم کا نکل آنا، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا واقعہ ذبح وغیرہ[16]۔ واقعات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آپؐ کے شمائل وخصائل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔[17]

سیرت النبی ﷺ (براہوئی):

زیر نظر کتاب کے مؤلف پروفیسر عبد الرؤف کی پیدائش 28 فروری 1949ء کو کوئٹہ میں ہوئی، آپ کافی عرصہ محکمہ تعلیم سے منسلک رہے اور ریڈیو، ٹی وی کے پروگراموں میں بھی حصہ لیتے رہے، آپ کے مقالات مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب بہتر صفحات پر مشتمل عابد پروسیس کراچی میں چھپی اور یکم جنوری 1981ء کو اسے براہوئی اکیڈمی کوئٹہ نے شائع کی، اس کتاب پر مؤلف کو حکومت پاکستان نے سیرت کا دوسرا ایوارڈ دیا، فاضل مؤلف نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے، اگرچہ یہ ایک ضخیم کتاب نہیں

ہے، لیکن مؤلف نے اس میں اسوہ حسنہ کو اس خوبصورتی سے قلمبند کیا ہے کہ کوئی اہم واقعہ تحریر کرنے سے رہ نہیں گیا ہے۔ کتاب میں شامل چند اہم عنوانات کا ترجمہ درج ذیل ہیں:

ولادت باسعادت وخاندان مبارک نبی اکرم ﷺ، صبر ،واقعہ طائف، ہمدردی، سخاوت، شکر و توکل، نرم طبیعت، ایمانداری صفائی قلب، صبر واستقامت، پرہیز گاری، خوف خدا، تبلیغ، رحم، مساوات، معجزہ اور اخلاق حسنہ۔

متذکرہ بالا چند عنوانات سے ہی کتاب کی افادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، مؤلف کے قلم میں روانی وسلاست کے علاوہ چاشنی بھی ہے، نہایت عمدہ و نفیس طریقے سے اسوہ حسنہ پر قلم اٹھایا ہے، کتاب کے اختتام پر فہرست مآخذ درج کی گئی ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب مرتب کرتے وقت مؤلف نے متعدد کتب کا مطالعہ کیا ہے، کتاب کی طباعت، ڈیزائن وغیرہ سب عمدہ اور جاذب نظر ہیں۔[18]

روضۃ السیرۃ:

اس کتاب کے مؤلف خود راقم ہی ہے، یہ کتاب پہلی بار مکتبہ ولیہ سے 2011ء میں شائع ہوئی اور اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، کتاب دو حصوں یعنی مطالعہ سیرۃ اور سیرت نگاری پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں کے مطابق جزیرہ نما عرب کا مختصر جغرافیائی تعارف، ان کے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی حالات اور بعثت نبویؐ سے قبل دنیا کی متمدن اقوام کی حالت کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سیرۃ کے مفہوم اور مطالعہ سیرۃ اور اس کے اتباع کی اہمیت کو بھی بیان کیا گیا ہے، نیز نبی اکرمؐ کی مکی اور مدنی زندگی میں پیش آنے والے اہم واقعات اور آپؐ کے اسوہ حسنہ (عبادات، اخلاقیات، معاملات) سے متعلق اہم عنوانات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ کتاب کا دوسرا حصہ جو سیرت نگاری سے متعلق ہے، اس حصہ میں سیرت نگاری کے مآخذ، اصول، مناہج، آغاز وارتقاء کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ، قدیم وجدید سیرت نگاروں مثلاً ابن اسحق، ابن ہشام، حافظ ابن کثیر، ابن سعد، م سر سید احمد خان، محمد سلیمان سلمان منصور پوری، شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، اور محمد ادریس کاندھلوی کے حالات اور ان کے تصنیفات پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے، نیز اس حصہ میں مستشرقین کی سیرت نگاری کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں مآخذ و مصادر کی ایک جامع فہرست بھی شامل کی گئی ہے۔

مذکورہ کتب کے علاوہ بلوچستان میں دیگر شائع شدہ قابل ذکر کتب کے نام درج ذیل ہیں:

معجزات شریفہ (منظوم براہوئی) از مولوی عبداللہ درخانی۔ سیرت النبی ﷺ(براہوئی) ترجمہ غلام نبی راہی۔ معجزات مصطفیٰ ﷺ(منظوم براہوئی) مولوی محمد عمر بنگلزئی۔ گلشن مصطفی ﷺ(منظوم براہوئی) حاجی گل محمد نوشکوی۔ مشتاق مدینہ (منظوم براہوئی) علامہ محمد عمر دین پوری۔ پاکین نبیء ﷺ نسب نامگ (بلوچی) میر نصیر خان۔

خلاصہ بحث:

خلاصہ یہ کہ عہد صحابہؓ سے لے کر آج تک آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ پر بے شمار کتب دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھی جاچکی ہیں اور یہ سلسلہ آج تک بدستور جاری ہے، اس دوران سیرت نگاری کے مختلف اسلوب اور ارجحانات سامنے آئے، ان میں محدثانہ اسلوب، مؤرخانہ اسلوب، مؤلفانہ اسلوب، فقہیانہ اسلوب، متکلمانہ اسلوب، مناظرانہ اسلوب اور ادبیانہ اسلوب وغیرہ شامل ہیں، اسی طرح بعض مؤلفین نے

آپؐ کی حیات مبارکہ کے تمام واقعات اور حالات پر مشتمل مستقل کتابیں تالیف کیں اور بعض نے سیرت کے الگ الگ پہلوؤں پر کتابیں اور مقالات تحریر کئے، جبکہ بعض نے مختلف زبانوں میں تراجم کئے، اور یہ کام نثر اور نظم دونوں میں کیا گیاہے۔ دنیا کے دیگر خطوں کی طرح بلوچستان میں بھی تالیفات اور تراجم سیرت کا یہ سلسلہ پاکستان کی قومی زبان اردو کے ساتھ ساتھ علاقائی زبانوں مثلاً پشتو، بلوچی، براہوئی اور فارسی میں جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حوالہ جات

---

[1] طٰہٰ21:20

[2] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: حافظ احمد یار، سیرت طیبہ کے مآخذ اور پاکستانی زبانوں میں تالیفات سیرت، بحوالہ "سیرت طیبہ" اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2005ء، ص7-8

[3] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: ڈاکٹر محمد مصطفی الاعظمی (محقق) مقدمہ، حضرت عروہ بن زبیرؓ، مغازی رسول اللہ ﷺ، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2000ء

[4] حکیم محمد سعید مرحوم، مقدمہ سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں (ڈاکٹر انعام الحق کوثر)، کوئٹہ، سیرت اکادمی، 1997ء، ص3-4

[5] صاحبزادہ حمید اللہ، پشتو میں سیرت نگاری، مستونگ، نادر ٹریڈرز، 1987ء، ص11

[6] براہوئی، ڈاکٹر عبدالرحمن، بلوچستان میں دینی ادب، کوئٹہ، براہوئی اکیڈمی، 2018ء، ص549

[7] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: کوثر، ڈاکٹر انعام الحق، سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں، ص248

[8] براہوئی، ڈاکٹر عبدالرحمن، بلوچستان میں دینی ادب، ص500-501

[9] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: کوثر، ڈاکٹر انعام الحق، باغ بلوچستان، کوئٹہ، ادارہ تصنیف و تحقیق، 2018ء، ص53-56

[10] براہوئی، ڈاکٹر عبدالرحمن، بلوچستان میں دینی ادب، ص503-504

[11] ایضاً ص505-508

[12] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: کوثر، ڈاکٹر انعام الحق، سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں، ص181-185، باغ بلوچستان، ص179-185۔ صاحبزادہ حمید اللہ، درسول اللہ ﷺ سیرت مبارک، کوئٹہ، پشتو ادبی بورڈ، 2007ء، ص آخر

[13] صاحبزادہ حمید اللہ، پشتو میں سیرت نگاری، ص1-4

[14] ایضاً ص5

[15] ایضاً ص21-22

[16] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: صاحبزادہ حمید اللہ، درسول اللہ ﷺ سیرت مبارک، کوئٹہ، پشتو ادبی بورڈ، 2007ء، ص25-44

[17] ایضاً ص106-116

[18] براہوئی، ڈاکٹر عبدالرحمن، بلوچستان میں دینی ادب، ص510-511